یہ بالکل غلط ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ کے متعلق مؤلف نے وثوق کے ساتھ لکھدیا ہے کہ وہ معراج جسمانی کی قائل نہ تھیں حالانکہ یہ کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں۔ ابن ہشام نے اس روایت کو محمد بن اسحاق سے لیا ہے اور محمد بن اسحاق نے اپنے ذریعۂ علم کی تصریح نہیں کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے خاندان ابوبکر کے کسی شخص نے ایسا کہا تھا۔ مگر ان کا زمانہ حضرت عائشہ سے اس قدر بعید ہے کہ خاندان ابوبکر کے جس شخص نے بھی ان سے یہ روایت بیان کی ہوگی وہ بہرحال ایسا شخص نہ ہوگا جس نے ام المومنین کی صحبت پائی ہو۔ لہٰذا اس کے اور حضرت عائشہ کے درمیان ایک واسطہ اور چھوٹ جاتا ہے۔ پس یہ روایت ایسی ہے جس کا ایک راوی بیچ سے غائب ہے، اور ایک راوی مجہول ہے۔ کیا ایسی کمزور روایت کی بنا پر وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ام المومنین کا یہی مسلک تھا؟ یہ دراصل انیسویں صدی کے معتزلہ کی خصوصیت تھی کہ وہ اپنے مسلک کی تائید میں ہر چھوٹے سے چھوٹے تنکے کا سہارا ڈھونڈتے تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے معراج کے متعلق اپنا نظریہ پیش کیا تو یہ روایت ان کے ہاتھ لگی اور انہوں نے بہت غنیمت سمجھ کر اس کو لے لیا۔ مگر جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں، وہ طفولیت کا زمانہ تھا بچپن کی باتیں اس وقت نبھ جاتی تھیں۔ اب اس دور بلوغ میں ارباب تحقیق کو زیب نہیں دیتا کہ ایسے کمزور سہاروں پر استدلال کی بنیاد اٹھائیں۔

قانون بین الممالک تالیف مولوی محمد حمید اللہ صاحب استاذ جامعۂ عثمانیہ ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت عہ ۴ ر۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن۔

یہ کتاب بین الاقوامی قانون یا باصطلاح مؤلف "قانون بین الممالک" پر درسی اغراض کے لیے لکھی گئی ہے۔ مؤلف کا یہ خیال صحیح نہیں کہ اردو کے لیے یہ موضوع بالکل نیا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک شخص بین الاقوامی قانون کے شعبۂ جنگ پر تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہے۔